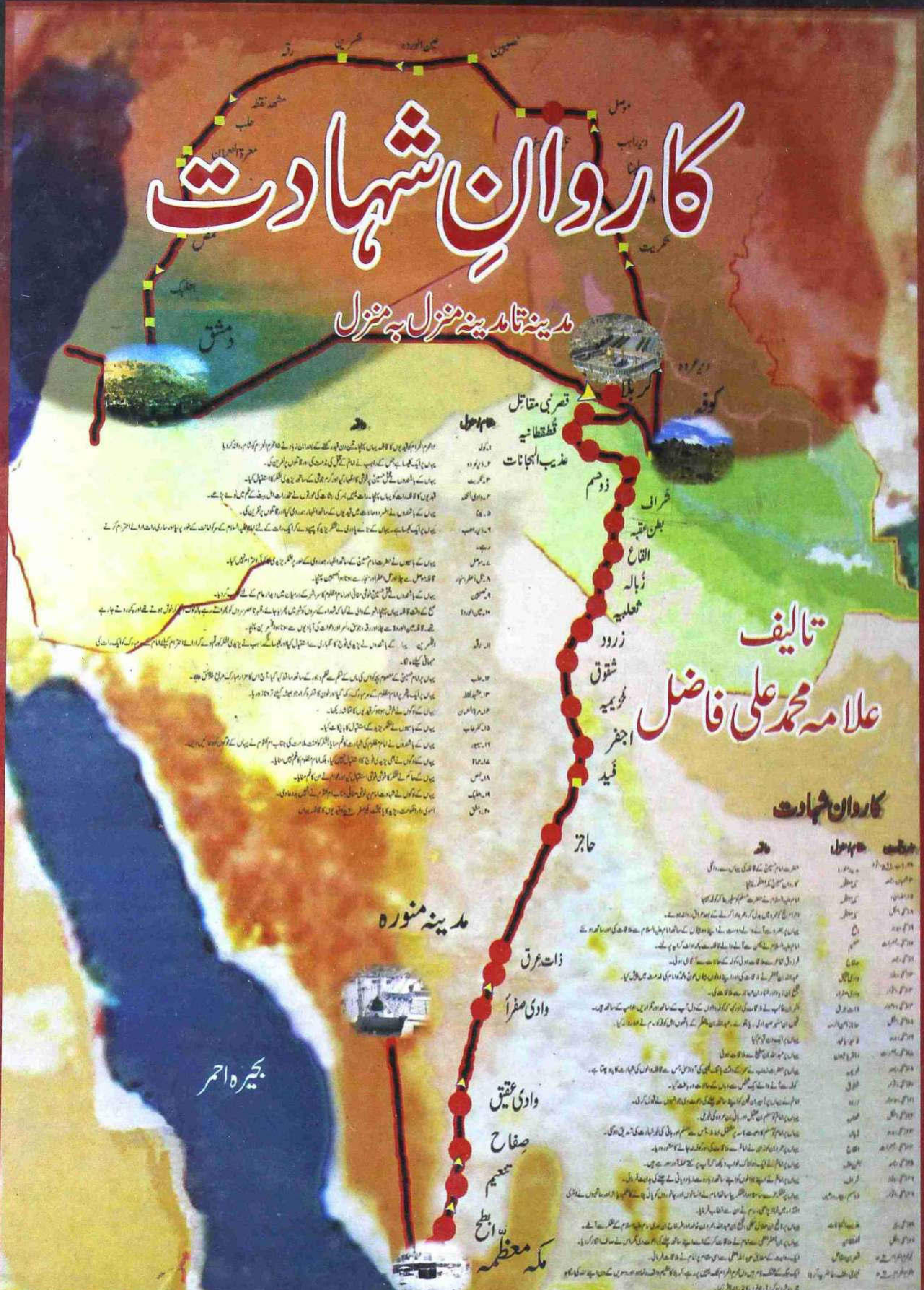

کاروانِ شہادت
مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل
تالیف
علامہ محمد علی فاضل
موصل
تکریت
دمشق
کربلا
کوفہ
قصر بنی مقاتل
قطقطانیہ
عذیب الہجانات
ذوحسم
شراف
بطن عقبہ
القاع
زبالہ
ثعلبیہ
زرود
شقوق
خزیمیہ
اجفر
فید
حاجز
مدینہ منورہ
ذات عرق
وادی صفرا
وادی عقیق
صفاح
تنعیم
ابطح
مکہ معظمہ
بحیرہ احمر
کاروان شہادت

قال سیّد الشّهدآء ابو عبد الله الحسین علیه السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الہادی

جامعۃ الکوثر۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر **اسلام آباد**

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)

راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی۔ جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2

اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: **-/350** روپے

۸/ محرم الحرام
(بروز بدھ)

(کتاب کشف الغمہ جلد۲ص ۴۷ میں ہے کہ) خیام اہلبیتؑ میں پانی کی بندش کے بعد چھوٹے چھوٹے بچوں پر پیاس کا غلبہ شروع ہو گیا، یہ حالت دیکھ کر حضرت امام عالی مقامؑ کو ایک صحابی بنام ''یزید بن حصین ہمدانی'' نے جو زہد وتقویٰ اور عبادت میں مشہور تھے، آپ کی خدمت میں عرض کی: ''آپ مجھے حکم دیں تا کہ عمر سعد کے پاس جا کر میں اس کے ساتھ پانی کے بارے میں گفتگو کروں، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے''

امامؑ نے فرمایا: ''تم صاحبِ اختیار ہو''

یزید بن حصین، عمر سعد کے پاس گیا اور اس کے پاس پہنچ کر اس پر سلام نہیں کیا، یہ صورت دیکھ کر عمر سعد نے کہا: ''اے ہمدانی! تم نے مجھے سلام کیوں نہیں کیا؟ کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ کیا میں خدا اور سول کی معرفت نہیں رکھتا؟''

ہمدانی نے کہا:

''اگر تم خود کو مسلمان سمجھتے ہو تو پھر رسول خدا کی اولاد و عترت پر کیوں حملہ آور ہو اور ان کے قتل کی ٹھانے ہوئے ہو، فرات کے پانی کو اس وادی کے جانور تو پی رہے ہیں لیکن تم نے اسے آلِ رسولؐ پر بند کیا ہوا ہے اور ان پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ پیاس سے مر جائیں مگر فرات کا ایک قطرہ ان تک نہیں پہنچ سکتا؟ اس کے باوجود تمہارا یہ گمان ہے کہ خدا اور سولؐ کی معرفت رکھتے ہو؟''

یہ سن کر عمر سعد نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا:

''ہمدانی! میں جانتا ہوں کہ اس خانوادے کو تکلیف پہنچانا حرام ہے، مگر کیا کروں ابن زیاد نے مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کر دیا ہے، اس وقت میں حساس لمحات کی گرفت میں ہوں سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں؟ آیا رے کی حکومت کو چھوڑ دوں کہ جس کی خواہش میں مَیں خود کو جلا رہا ہوں؟ یا پھر اپنے ہاتھوں کو خون حسینؑ سے آلودہ کروں؟ جبکہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ اس اقدام کی سزا جہنم ہے؟ مگر کیا کروں رے کی حکومت میری آنکھوں کا نور ہے

ہمدانی! میں اپنے اندر ایسا جذبہ فداکاری نہیں دیکھتا کہ رے کی حکومت سے چشم پوشی کر کے قتل حسینؑ

سے باز آجاؤں!!''

یزید ہمدانی یہ جواب سن کر امامؑ کی خدمت میں واپس آگئے اور سارا ماجرا حضور انورؑ کے گوش گزار کیا اور کہا:

''عمر سعد اب مکمل طور پر آپ کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو چکا ہے تا کہ اسے رے کی حکومت مل جائے''

امام حسینؑ اور عمر سعد کی ملاقات:

(کتاب مقتل الحسین خوارزمی جلد۱، بحار الانوار جلد۴۴ میں ہے کہ) امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص ''عمرو بن قرظہ انصاری'' کو عمر بن سعد کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ: ''وہ رات کو دونوں فوجوں کے درمیانی علاقہ ___ آج کی اصطلاح کے مطابق بفرزون ___ میں آپ سے ملاقات کرے''

عمر سعد نے امامؑ کی اس پیشکش کو قبول کر لیا، چنانچہ رات کے وقت امام علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور عمر سعد نے بھی اپنے بیس فوجیوں کے ساتھ مقررہ جگہ پر ایک دوسرے سے ملاقات کی۔

حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام نے جناب عباس علمدارؑ اور جناب علی اکبرؑ کے علاوہ باقی دوستوں کو واپس کر دیا، اسی طرح ابن سعد نے بھی اپنے بیٹے حفص اور ایک غلام کے علاوہ باقی لوگوں کو واپس بھیج دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

امامؑ: ابن سعد تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو اور جس خدا کی بارگاہ میں تم نے لوٹ کر جانا ہے اس سے نہیں ڈرتے؟ میں کس کا فرزند ہوں؟ اچھی طرح جانتے ہو، تو کیا اس ٹولے کو چھوڑ کر ہمارے پاس نہیں آجاتے کہ اس طرح سے تم خدا کے نزدیک ہو جاؤ گے۔

عمر سعد: اگر میں ان کو چھوڑ کر آپ کے پاس آجاؤں تو مجھے ڈر ہے کہ میرے گھر کو گرا دیں گے۔

امامؑ: میں تمہیں گھر بنا دوں گا۔

عمر سعد: مجھے خطرہ ہے کہ میری تمام جائیداد اور جاگیر مجھ سے چھین لی جائے گی۔

امامؑ: حجاز میں میرے جو اموال ہیں میں ان میں سے بہتر تمہیں دوں گا ___ ایک روایت کے مطابق ___ میں تمہیں ''بُغَیبغَہ'' کا سارا رقبہ دے دوں گا۔

نوٹ: یاد رہے کہ ''بغیبغہ'' ایک بہت ہی بڑا زرعی رقبہ تھا جس میں کافی تعداد میں کھجور کے درخت تھے اور اس میں بڑی حد تک زراعت بھی ہوتی تھی، امیر شام ایک مرتبہ اسے ایک لاکھ دینار کے بدلے میں خرید نے میں تیار ہو گیا تھا، مگر امام علیہ السلام

نے اسے فروخت نہیں کیا تھا ___

عمر سعد: کوفہ میں موجود اپنے اہل خانہ کے بارے میں ابن زیاد کے مظالم کا مجھے ڈر ہے، بلکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ انہیں تہہ تیغ کردے گا۔

چنانچہ جب امامؑ نے دیکھا کہ سعد کا بدنصیب بیٹا عمر اپنے ارادے میں مصمم ہے اور اس کے اندر ذرہ برابر بھی لچک نہیں ہے تو امام اسے یہ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے:

"مَالَکَ ذَبَحَکَ اللّٰہُ عَلٰی فِرَاشِکَ عَاجِلاً وَلاغَفَرَلَکَ یَوْمَ حَشْرِکَ فَوَاللّٰہِ اِنِّی لاَرْجُوْا اَنْ لَّاتَاْکُلَ مِنْ بُرِّ الْعِرَاقِ اِلَّایَسِیْرًا"

تم اس قدر شیطان کی اطاعت پر کیوں ڈٹے ہوئے ہو خدا تمہیں بہت جلد بستر پر موت دے اور قیامت کے دن تمہارے گناہوں کو معاف نہ کرے!! خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ عراق کی گندم کی تھوڑی سی مقدار کے علاوہ تمہارے نصیب میں نہیں ہے (یعنی تمہاری عمر بہت کم رہ گئی ہے)

عمر سعد: (امام کی بات کا مذاق اڑاتے ہوئے) گندم نہ سہی جو ہی کافی ہیں۔

بعض مورخین (جیسے صاحب سفینۃ البحار اپنی کتاب کی جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ) امام علیہ السلام نے عمر سعد سے فرمایا: "تو مجھے قتل کرنے آیا ہے اور تیرا گمان ہے کہ ابن زیاد تمہیں رے کی حکومت دے گا؟ خدا کی قسم تمہیں یہ حکومت کبھی بھی نہیں دے گا؟ خدا کی قسم تمہیں یہ حکومت ہرگز نہیں ملے گی، اور تیرے لئے گوارا نہیں ہوگی، اور تیری یہ دیرینہ آرزو پوری نہیں ہوگی، لہٰذا جو چاہو کرلو میرے بعد دنیا اور آخرت دونوں میں کبھی خوشی کا منہ نہیں دیکھو گے، بلکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا سر کاٹ کر اور نیزے پر سوار کر کے کوفہ میں پھرایا جارہا ہے، اور شہر کے بچے اسے پتھر مار رہے ہیں"

ابن زیاد کے نام عمر سعد کا خط:

(صاحبِ ارشاد شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں کہ) اس ملاقات کے بعد عمر بن سعد اپنے لشکر گاہ کی طرف واپس آ گیا، اور ابن زیاد کے نام اس مضمون کا خط تحریر کیا:

"خداوند عالم نے فتنے کی آگ کو بجھا دیا ہے اور لوگوں کو ایک کلمہ اور ایک رائے پر متحد کر دیا ہے، اب حسینؑ کہتے ہیں کہ یا تو وہ اپنے اسی مقام پر واپس چلے جائیں جہاں سے چلے تھے یا کسی اسلامی ملک کی سرحد کی طرف کوچ کر جائیں جہاں وہ ایک عام مسلمان کی مانند زندگی بسر کریں گے یا پھر شام کی

طرف جائیں اور خود کو یزید کے حوالے کر دیں یزید جو چاہے ان کے بارے میں فیصلہ کرے!! میں سمجھتا ہوں کہ امت کی خوشنودی اور بہتری بھی اسی میں ہے"

عمر سعد کا بہت بڑا جھوٹ:

ناظرین! خط کا مضمون آپ نے ملاحظہ فرمایا: "جو عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا تھا"، اب اس خط میں کس قدر صداقت ہے؟ اور کس قدر جھوٹ اور افتراء ہے جو امام مظلومؑ کی ذات پاک پر باندھا گیا ہے؟ آیئے سنتے ہیں کہ عقبہ بن سمعان اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

قبل اس کے کہ ہم عقبہ بن سمعان کے بیان کو غور سے سنیں ہم آپ سے یہاں پر یہ عرض کرتے چلیں کہ "عقبہ بن سمعان کون تھے؟"

(تاریخ طبری جلد ۵، اور کامل بن اثیر جلد ۴ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ)، عقبہ بن سمعان حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی زوجہ محترمہ جناب رباب کے غلام تھے، کربلا کے میدان میں دسویں محرم کے دن یزیدی فوجوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر عمر سعد کے پاس لائے گئے، جب اسے معلوم ہوا کہ عقبہ ایک غلام ہیں تو اس نے انہیں رہا کرنے کا حکم دیا، بہت سے واقعات کربلا انہیں سے نقل ہوئے ہیں اور ہم خط کی جس بات پر گفتگو کر رہے ہیں وہ بھی انہی سے منقول ہے۔

چنانچہ عقبہ بن سمعان کہتے ہیں کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا تک ہم سفر تھا، اور ان جناب کی شہادت تک آپ سے جدا نہیں ہوا، اور اس عالی وقار امام نے، مدینہ، مکہ، راہ کے درمیان، عراق، دشمن کی فوج کے سامنے اور آپ کی زندگی کے آخری الفاظ تک میں نے آپ کی ایک ایک بات سنی۔

خدا کی قسم! یہ جو لوگ کہتے ہیں یا ان کا باور ہے کہ "حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ مجھے شام جانے دو میں وہاں جا کر یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا، یا مجھے کسی اسلامی ملک کی سرحد کی طرف جانے دو" تو امامؑ نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی صرف یہی کہا کہ: "مجھے جانے دو تا کہ میں اللہ کی اس وسیع و عریض زمین میں کہیں چلا جاؤں اور دیکھوں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں جا کر ختم ہوتا ہے"

عقبہ بن سمعان کے بیان کی روشنی میں ہم یہ نتیجہ بخوبی اخذ کر سکتے ہیں کہ عمر کا یہ خط محض کذب و افتراء کا ایک پلندہ تھا، جو اس نے امام مظلومؑ کی طرف منسوب کیا تھا، اور اس نے امام علیہ السلام پر جھوٹ اس لئے بولا تھا کہ شاید ابن زیاد اسے مان لے اور جنگ کی نوبت تک نہ آنے پائے، اس طرح سے وہ قتلِ حسینؑ سے بھی بچ جائے گا اور رے کی حکومت بھی مل

جائے گی۔

ابن زیاد کا جواب:

(مقتل الحسین خوارزمی جلد اول ص ۲۴۵ میں اس بات کو درج کیا گیا ہے کہ) جب عمر سعد کا خط ابن زیاد کو ملا تو اس نے وہ خط اپنے یاروں اور دوستوں کے سامنے پڑھا اور کہا:

''عمر سعد اپنے رشتہ داروں کیلئے دل سوزی کر رہا ہے اور ان کیلئے چارہ جوئی میں لگا ہوا ہے''

اسی اثنا میں شمر بن ذی الجوشن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

''آیا آپ عمر سعد کے اس طریقے کو پسند کرتے ہیں؟ جبکہ حسینؑ آپ کی سرزمین میں اور آپ کے اطراف میں پہنچ چکا ہے، خدا کی قسم! اگر وہ یہاں سے چلا گیا اور آپ کی بیعت نہ کی تو وہ روز بروز طاقتور ہوتا جائے گا، اور آپ اسے گرفتار نہیں کر سکیں گے، لہٰذا آپ حسینؑ کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیں ورنہ آپ کی شکست یقینی ہے، اور اگر وہ اپنے یار و انصار کے ساتھ آپ کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کر دے تو پھر آپ کو اختیار ہونا چاہیے کہ اسے معاف کر دیں یا سزا دیں! یہ آپ پر منحصر ہوگا''

یہ سن کر ابن زیاد نے کہا:

''اچھا مشورہ ہے، اور میری بھی یہی رائے ہے، تو اے شمر! میرا خط عمر سعد کے پاس لے جا اور اسے وہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے پڑھے، اگر وہ میری بات مان لیں بہتر، ورنہ ان کے ساتھ جنگ شروع کر دے، لیکن اگر وہ حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے سے لیت و لعل سے کام لے تو پھر عمر سعد کا سر کاٹ کر میری طرف بھیج دے''

جبکہ ایک اور روایت کے مطابق ابن زیاد نے ''حویرہ بن یزید تمیمی'' نامی شخص کو بلا کر حکم دیا: ''میرا یہ خط عمر سعد کی طرف لے جا اگر اس نے فوراً حسینؑ کے ساتھ جنگ شروع کر دی تو بہتر ورنہ اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دو اور ''شہر بن حوشب'' نامی شخص کو فوج کا کمانڈر مقرر کر دو''

معزولی کی دھمکی:

(کتاب اعلام الوریٰ میں ہے کہ) ابن زیاد نے عمر سعد کے نام جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا:

''میں نے تمہیں حسینؑ کی طرف اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اس سے مشکلات کو دور کرو اور اسے شر سے بچاؤ اور بات کو لمبا کر دو، اور اسے سلامتی، چھٹکارے اور زندگی کی امیدیں دلاؤ، اس کے عذر کو

مناسب خیال کرتے ہوئے اس کی سفارشیں شروع کر دو، اب آخری بات سن لو کہ اگر حسینؑ اور اس کے ساتھی میرے حکم کو مان لیں تو فوراً انہیں میرے پاس بھیج دو اور اگر نہ مانیں تو ان پر اپنی فوج کے ساتھ حملہ کر کے انہیں تہس نہس کر دو، ان کا بند بند جدا کر دو کہ وہ اسی بات کے مستحق ہیں'' جب حسینؑ کے قتل کا فریضہ انجام دے چکو تو پھر اس کے جسم کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر دو، کیونکہ اس نے قطع رحمی کا ارتکاب کیا ہے اور ستم روا رکھا ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ مرنے کے بعد اس کی لاش کی پامالی اسے کوئی نقصان پہنچا سکے گی یا نہیں؟ لیکن چونکہ میں نے حکم دے دیا ہے لہٰذا اس کی تعمیل ہونی چاہیے۔

ابن سعد! اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو ہم تمہیں انعام واکرام سے نوازیں گے، اور اگر سرپیچی کی تو ہمارے لشکر سے فوراً معزول ہو کر اس کی کمان شمر بن ذی الجوشن کے سپرد کر دو، کیونکہ ہم نے اسے تمہاری جگہ پر متعین کر دیا ہے''